91899 ـ دوسری شادی کرنے کے لیے غیر کنوارے کا جعلی سرٹفکیٹ تیار کرنا

سوال

میری ایک قریبی رشتہ دار لڑکی نے ایک شادی شدہ شخص سے شادی کی ہے، لیکن مرد کے گھر والوں نے اس شادی کو اختیار نہیں کیا، کیونکہ اس آدمی نے پہلی شادی اپنے والد کی رغبت سے کی تھی، اس شخص نے میری رشتہ دار لڑکی سے شرعی طریقہ کے مطابق شادی کی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس نے اپنے کنوارہ ہونے کا سرٹفکیٹ جعلی تیار کرایا ہے اس لیے کہ:

1 ـ ہمارے ملک میں نئے قانون کے مطابق دوسری شادی کرنے کے لیے پہلی بیوی کی اجازت لینا ضروری ہے.

2 ـ وہ اپنی پہلی بیوی فی الحال طلاق نہیں دینا چاہتا، اور اس کے پاس طلاق کے اخراجات بھی نہیں ہیں.

یہ علم میں رہے کہ پہلی بیوی سے اس کا ایک بیٹا بھی ہے، اب وہ اپنی آمدنی بہتر بنانے کے لیے غیر ملک چلا گیا ہے، تا کہ اس کی مشکلات کا کوئی حل نکل سکے اس کے کہنے مطابق کہ وہ اپنی پہلی بیوی کے ساتھ نہیں رہ سکتا، اور اگر اس کی بیوی بغیر طلاق کے ہی اپنے سسرال میں رہنا چاہتی ہے تو اسے کوئی اعتراض نہیں، کیونکہ اس کے خاندان کے حالات ہی ایسے ہیں، لیکن وہ اس سے معاشرت نہیں کریگا، اس کا کہنا ہے وہ خود اسے اختیار کرے کیونکہ وہ اسے نکالنا نہیں چاہتا.

یہ یاد رہے کہ مرد کے گھر والوں کو دوسری شادی کا علم نہیں، تا کہ مشکلات میں مزید اضافہ نہ ہو. سوال یہ ہے کہ:

کیا کنوارہ ہونے کی جعلی سرٹفکیٹ پیش کر کے دوسری شادی کرنا صحیح ہے ؟

کیا ہم لڑکی والے اسے اس جعلی سرٹفکیٹ دوسرے شادی کرنے پر تیار اور ابھارنے کی بنا پر گنہگار ہیں ؟

یہ بھی علم میں رکھیں کہ ہماری لڑکی - افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے - کے پہلی شادی سے قبل اس آدمی کے ساتھ غیر شرعی تعلقات قائم تھے، تو ہم نے اس حرام تعلقات کے خوف سے اسے شادی کرنے کا کہا چاہیے وہ اس طریقہ سے شادی کر لے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

اول:

ہمیں ان ملکوں پر بہت افسوس ہوتا جو اسلام کے خلاف جنگ کرتی اور مسلمانوں پر ان کے دینی شعار اور اللہ عزوجل کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے میں تنگی کرتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ملك جب اپنے دروزاے فتنہ و فساد اور اخلاق فاضلہ کو ختم کرنے کے اسباب کے لیے کھولتے ہیں تو اسی دوران ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی کی جانب سے مباح کردہ ایك سے زائد شادیاں کرنے کی رغبت رکھنے والے شخص پر تنگی کرتے ہیں.

بلکہ ان ممالك میں سے بعض تو ایك سے زائد شادی کرنے کو بالکل منع کرتے ہیں، اور بعض ممالك نے پہلی بیوی کی رضامندی کی شرط لگا رکھی ہے! یہ بتائیں کہ وہ کونسی بیوی ہے جس کے سامنے دوسری شادی کرنا پیش کیا جائے تو وہ قبول کریگی ؟!

اور بعض ممالك نے معین آمدنی کی شرط لگا رکھی ہے جس سے بہت سارے لوگ عاجز ہیں، لیکن وہ دوسری شادی کرنے پر قادر ہیں.

ان ممالك کے حکمرانوں کو اللہ تعالی سے ڈرنا چاہیے اور اللہ کشریعت کی مخالفت سے اجتناب کرنا چاہیے، اور کسی بھی عالم دین اور جج اور قاضی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس طرح کے قوانین قبول کرنا جائز نہیں.

اور ایك سے زائد شادی کرنے والوں میں جو ظلم و ستم پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں، اگر یہی معیار ہے تو پھر یہ چیز تو ایك بیوی رکھنے والوں میں اس سے بھی زیادہ موجود ہے، تو کیا یہ چیز پہلی شادی کرنے کو بھی ختم کرنے کا باعث بن جائیگا؟!

یہ بات عجیب بات ہے کہ یہ قوانین حرام کو مباح اور جائز قرار دیتے ہیں، اور اسے جرم اور برائی شمار نہیں کرتے لیکن حلال کو حرام کر کے اسے جرم اور برائی قرار دیتے ہیں.

جس شخص کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے کہ شادی سے قبل اس عورت سے غیر شرعی تعلقات تھے، عرض یہ ہے کہ اگر یہ تعلقات ان قوانین تك پہنچ جائیں تو وہ اسے مباح قرار دیگا کہ ان دونوں کی رضامندی سے یہ تعلقات قائم تھے اور وہ عورت بالغ اور میچور تھی!!

لیکن اس کے برعکس اگر وہ غیر شرعی تعلقات کی بجائے اسے اپنی بیوی بناتا ہے تو یہی قانون اسے حرام اور برائی گردانتا ہے، اور وہ کہتے ہیں: آپ اپنی معشوق تو رکھ سکتے ہیں، لیکن اسے بیوی نہیں بنا سکتے! کتنا ہی برا قانون ہے جو انہوں نے بنا رکھا ہے!

چنانچہ اس طرح کے قوانین جو اللہ کی شریعت کے مخالف اور باطل ہوں مسلمان شخص کے لیے اس سے بھاگنا اور اس کے متعلق حیلہ سازی کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے جو کوئی بھی ایک سے زائد شادی کرنا چاہتا ہو اور وہ کنوارہ پن کا جعلی سرٹفکیٹ بنوا لے تا کہ عقد نکاح مکمل ہو سکے تو اس پر کوئی حرج اور گناہ نہیں؛ کیونکہ وہ قانون جس نے اسے ایک سے زائد شادی کرنے سے منع کیا ہے وہ قانون باطل اور ناجائز ہے، مسلمان شخص کے لیے اس قانون کو ماننا اور اس کے تابع ہونا جائز نہیں.

لیکن خاوند کو چاہیے کہ وہ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اثرات پر غور کر لے، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے نتیجہ میں بہت ساری خرابیاں اور ضرر پیدا ہوں.

اور دوسری بیوی کے خاندان والوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ انہوں نے اس سرٹفکیٹ کے جعلی ہونے کا علم ہونے کے باوجود اس کو اپنی بیٹی دے دی، بلا شک و شبہ یہ ان کے لیے بھی اور ان کی بیٹی کے لیے بھی غیر شرعی تعلقات قائم کرنے سے بہتر اور اچھا ہے.

دوم:

والد کے شایان شان نہیں کہ وہ اپنے بیٹے کو کسی ایسی لڑکی سے شادی پر مجبور کرے جسے وہ چاہتا ہی نہیں، اور اس حال میں بیٹے کو بھی اپنے والد کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ اس طریقہ سے شادی میں نہ تو محبت و الفت پائی جائیگی اور نہ ہی خاوند اور بیوی کے درمیان رحمدلی و سکون پیدا ہو گا.

بلکہ ہو سکتا ہے خاوند اپنی بیوی کو ناپسند کرنے کی وجہ سے بیوی پر ظلم وستم کرنے لگے، اور اس طرح کی شادیاں بہت کی کم کامیاب ہوتی ہیں، بلکہ اکثر ناکام ہو جاتی ہیں، اور خاوند و بیوی کو اس کے پیچھے مشکلات و ناکامی اور اولاد میں بگاڑ کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا.

اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ عورت کا اس میں کوئی قصور اور گناہ نہیں کہ اس کی سزا میں اس سے برا سلوک کیا جائے کہ یہ شادی اس کی پسند کی نہ تھی.

اور اگر وہ اپنے والد کو راضی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کے حقوق ادا کرے، اور اسے راضی و خوشی اپنی بیوی بنائے اور اس کے مکمل حقوق ادا کرتے ہوئے اس سے حسن معاشرت کرے، اگر ایسا نہیں ہو سکتا اور وہ اسے اچھے طریقہ سے نہیں رکھ سکتا تو اسے اچھے اور بہتر طریقہ اسے طلاق دے کر اور بغیر کسی کمی کے اس کا حق ادا کر کے اسے چھوڑ دے.

اور اگر عورت اس کے ذمہ میں ہی رہنا چاہتی ہو اور بغیر معاشر کے ہی اس کے بچے کو پالے اور پرورش کرے تو اس کے لیے اسے قبول کرنا جائز ہے، اور اسی طرح اگر یہ چیز اس عورت کے سامنے رکھی جائے اور وہ اس کی موافقت کر لے تو بھی جائز ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا درج ذیل فرمان باری تعالی کے متعلق فرماتی ہیں:

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بددماغی اور بےپرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں النساء (128).

یہ اس عورت کے متعلق نازل ہوئی جو مرد کی صحبت میں ہو اور لمبی مدت ہو جائے اور وہ مرد اسے طلاق دینا چاہے تو وہ عورت اپنے خاوند کو کہتی ہے:

مجھے طلاق مت دو بلکہ اپنے ہی ذمہ میں رکھو اور تم مجھ سے حلال ہو (یعنی اپنی باری کو ختم کر دے) تو یہ آیت نازل ہوئی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2318) صحیح مسلم حدیث نمبر (3020).

اور بخاری کی روایت میں ہے:

" عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتے ہیں:

وہ شخص جو اپنی بیوی سے ایسا کچھ دیکھے جو اسے بڑھاپے وغیرہ کی بنا پر اچھا نہ لگے اور وہ اسے اپنے سے جدا کرنا چاہے تو وہ خاوند کو کہے تم مجھے اپنے پاس ہی رکھو، اور میرے لیے جو چاہو تقسیم کرو، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں اگر وہ دونوں راضی ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2584).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب مرد اپنی بیوی سے حاجت پوری کر لے اور اس کا نفس اسے ناپسند کرنے لگے یا پھر اس کی حقوق کی ادائیگی سے عاجز ہو جائے تو اسے طلاق دینے کا حق ہے اور اسے اختیار دینے کا بھی حق ہے، اگر چاہے تو وہ عورت

اس كے پاس رہے اور تقسيم اور ہم بستری اور نفقہ ميں اسے كوئى حق حاصل نہ ہو، يا اس ميں سے كچھ كا يعنى جس پر وہ دونوں رضامند ہو جائيں، اگر وہ اس پر راضى ہو جائے تو لازم ہو گا، اور رضامندى كے بعد اسے مطالبہ كا كوئى حق حاصل نہيں ہوگا، سنت نبويہ كا موجب اور تقاضا يہى ہے، اور يہى صحيح ہے اس كے علاوہ كچھ اور جائز نہيں.

اور جو يہ كہتا ہے:

اس كے حقوق كى تجديد ہو سكتى ہے، اور جب چاہے بيوى اس سے رجوع كر سكتى ہے، يہ قول فاسد ہے صحيح نہيں؛ كيونكہ يہ معاوضہ كى جگہ ہے، اور اللہ عزوجل نے اسے صلح كا نام ديا ہے، تو يہ اسى طرح لازم ہے جس طرح وہ حقوق اور اموال لازم ہوتے ہيں جن پر صلح كى جائے.

اور اگر وہ اس كے بعد وہ اپنے حقوق كے مطالبہ كر سكتى ہو تو پھر اس ميں تاخير ضرر لازم آتا ہے جو دونوں حالتوں ميں زيادہ كامل ہو، نہ كہ يہ صلح ہو گى، بلكہ يہ تو دشمنى كے قريبى اسباب ميں سے ہو گا، اور شريعت اسلاميہ اس سے برى ہے.

اور پھر منافق كى علامت ميں يہ شامل ہے كہ جب وعدہ كرتا ہے تو اس كى خلاف ورزى اور جب معاہدہ كرتا ہے تو اسے توڑتا ديتا ہے، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فيصلہ اسے رد كرتا ہے "

ديكھيں: زاد المعاد (5 / 152 - 153).

اور شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كى بھى اس مسئلہ ميں اسى طرح كى كلام موجود ہے.

ديكھيں: مجموع فتاوى (32 / 270).

سوم:

آپ نے اپنے سوال ميں يہ بيان كيا ہے كہ اس لڑكى كے شادى سے قبل اس شخص كے ساتھ غير شرعى تعلقات تھے اگر تو اس كا معنى زنا ہے تو پھر آپ كو معلوم ہونا چاہيے كہ جب تك زنا كرنے والے دونوں توبہ نہيں كرتے ان كى آپس ميں شادى كرنا جائز نہيں.

اس كا تفصيلى بيان سوال نمبر (11195) اور (14381) كے جواب ميں ہو چكا ہے آپ اس كا مطالعہ كريں.

واللہ اعلم .